© rasailojaraid.com

ڈاکٹر محمد حنیف صاحب۔ پروفیسر شعبہ دینیات
اسلامیہ کالج پشاور

مشاہیر علماء سرحد

مشائخ دیوبند کے فیض یافتہ عالم و فاضل شخصیت

مولانا احمد حلیم باجوڑی مدظلہ

خاندانی حالات | آپ کا شجرہ نسب چھٹی پشت میں دانشکول کے مشہور ولی اللہ حضرت ولی محمد المعروف بہ موزادہ ولی بابا[۱] رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ موزادہ ولی کی اولاد "موزادی خیل میاگان" کے نام سے مشہور ہیں۔ اور علاقہ باجوڑ اور مہمند میں مختلف مقامات پر کثیر تعداد میں آباد ہیں۔

---

۱ موزادہ ولی بابا حضرت سید آدم بنوری (متوفی ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۳ء) کے خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار گیارھویں صدی ہجری کے مشاہیر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ چونکہ بچپن ہی سے آپ پر نیکی کے آثار نمودار تھے اس لئے "مادرزاد ولی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ مستجاب الدعاء اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ خداوند تعالیٰ آپ کی دعا سے ہر قسم کے مریضوں کو شفا عطا فرماتا۔ اس وجہ سے "شیخ الامراض" کے نام سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔

حضرت موصوف کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی مشہور تاریخی شخصیت گورنر نواب مہابت خان (متوفی ۱۰۸۵ھ ۱۶۷۴ء) بانی مسجد مہابت خان پشاور کی صاحب زادی تھیں جن کے ہاں تین فرزند پیدا ہوئے۔ یعنی محمد انور بابا — عبداللہ اور نجیب اللہ۔ مذکورہ تینوں حضرات کی اولاد باجوڑ ایجنسی میں مختلف مواضعات میں آباد ہے۔ آپ کی دوسری بیوی لاپپورہ (علاقہ مہمند) کے موسیٰ خیل خوانین کے گھرانے سے تھیں۔ موصوفہ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام یار محمد خان تھا۔ یار محمد خان مذکور کی اولاد (غالباً) علاقہ مہمند میں آباد ہے۔

حضرت موزادہ ولی بابا لاپپورہ سے کوئی دو میل دور واقع ایک گاؤں "کام لاپپورہ" میں رہائش پذیر تھے آپ نے یہیں وفات پائی۔ مگر آپ کی اولاد نے انہیں وہاں سے لاکر دانشکول میں سپرد خاک کیا۔ آپ کا مزار دانشکول میں مرجع خاص و عام ہے۔ باجوڑ اور مہمند کے معتقدین نے ہزاروں جریب زمین آپ کے نام پر وقف کردی جو آج تک آپ کی اولاد کے تصرف میں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ولی محمد بابا کے ایک فرزند محمد انور بابا دانشکول سے باجوڑ تشریف لائے اور علاقہ ماموند کے قصبہ "برہ باندہ" میں سکونت اختیار کی۔ آپ کا مزار اسی گاؤں میں ہے۔ اور "ایلغتی بابا" کے نام سے مشہور ہیں۔ محمد انور بابا کی اولاد سے مولانا احمد حلیم صاحب کے پردادا مولانا ساطع الدین کو اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی بدولت بہت شہرت حاصل ہوئی۔ آپ بوکئی کے مقام پر سکونت پذیر تھے۔ جہاں پر آپ نے علوم دینیہ کی اشاعت و ترویج کی خاطر ایک اسلامی مدرسہ قائم کیا جس میں طالبانِ حق علوم متداولہ کی تحصیل کے ساتھ ساتھ تزکیہ باطن کی تربیت بھی حاصل کرتے تھے۔ مولانا احمد حلیم صاحب اسی علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

آپ کا نام احمد حلیم والد ماجد کا نام نور رحیم اور دادا کا نام عبد العزیز تھا۔ حدود ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء میں بمقام شریف خانہ علاقہ چارمنگ (باجوڑ ایجنسی) پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں جن علماء کرام نے حصہ لیا ان میں قاضی امیر سید باجوڑی المعروف بہ قاضی صاحب دوزخشا (متوفی ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء) مولانا عبداللہ غزغشتوی مرحوم اور مولانا محمد یوسف غزغشتوی مرحوم کے نام قابل ذکر ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی علمی تشنگی ابھی باقی تھی یہی وجہ ہے کہ مزید تحصیل کی خاطر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء میں ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔

۵ شوال ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۲-۲۳ء کو دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اس زمانے میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی (متوفی ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء) صدر مہتمم اور مولانا حافظ محمد احمد (متوفی ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۸ء) نائب مہتمم کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے جب کہ حضرت انور شاہ کشمیری (متوفی ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء) بحیثیت [illegible] تشنگان علم کو سیراب کرنے میں مصروف تھے۔

۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء میں مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی کے ساتھ بعض عارضی اختلافات کے باعث اکثر مشائخ دیوبند جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کے بعد مولانا احمد حلیم صاحب تقریباً سو دیگر رفقاء کے ساتھ ڈابھیل روانہ ہوئے۔ مولانا محمد یوسف بنوری (متوفی ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء) اور مولانا فضل الرحمٰن (متوفی ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء) کے بھتیجے مولانا سیف الرحمٰن (متوفی ۱۳۶۹ھ) بھی اس قافلہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔

صوفی زادہ ولی بابا کے خلفا میں سے صرف "مجذوب بابا" کا نام معلوم ہو سکا ہے جو ہزارناؤ کے کوکوزئی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا مزار پارچاؤ سے تقریباً تین میل دور دریائے کابل کے مغربی کنارے پر واقع ہے اور آپ کی اولاد ریا اور پارچاؤ (علاقہ مہمند) میں آباد ہے۔

(مولوی احمد حلیم صاحب کے شجرۂ نسب قلمی اور اے رپورٹ آن دی مہمند اینڈ مرک (انگریزی) ۱۸۹۹ء سے ملخصاً ماخوذ ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈابھیل پہنچ کر جامعہ اسلامیہ میں داخل ہوئے وہاں پر جن اساتذہ کرام کے انوار و فیوضات سے آپ فیض یاب ہوئے ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (متوفی ۱۳۶۹ھ ۱۹۴۹ء)۔ ۲۔ حضرت مولانا شاہ انور شاہ کشمیری (متوفی ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء)۔ ۳۔ حضرت مولانا اعزاز علی (متوفی ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء)۔ ۴۔ حضرت مولانا بدر عالم (متوفی ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء) ۵۔ حضرت مولانا ابراہیم (متوفی ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء)۔ ۶۔ حضرت مولانا رسول خان (متوفی ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء) ۷۔ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن (متوفی ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۸ء)۔ ۸۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن (متوفی ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء)۔ ۹۔ حضرت مولانا محمد ادریس (متوفی ۱۳۹۴ھ ۱۹۷۴ء)۔ ۱۰۔ حضرت مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی مدظلہ ۱۱۔ حضرت مولانا سراج احمد۔ ۱۲۔ حضرت مولانا عبد الجبار

آپ ۱۱ شعبان ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء کو علوم متداولہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر وطن مالوف (باجوڑ) واپس آئے۔ اس زمانے میں خان زندہ درخان[1] آف کوٹکی کا دور دورہ تھا۔ خان مذکور کو جب مولانا صاحب کی اطلاع ہوئی تو ان کو بلا کر ان سے اپنے گاؤں کوٹکی میں درس تدریس کا کام شروع کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے خان صاحب کی یہ مخلصانہ پیشکش قبول کرتے ہوئے ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء میں اس کار خیر کا آغاز کیا۔

زندہ درخان کی وفات کے بعد ان کے خلف الصدق دلاور خان جانشین مقرر ہوئے جو اپنے پیش رو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علم و علماء کی سرپرستی جاری رکھی۔ مولانا صاحب پاس دور دور سے طلباء آتے اور ہر وقت آپ کے گرد ہجوم رہتا۔ تقریباً ۵۰ برس تک طالبان حق آپ کے چشمہ علم سے فیض یاب ہوتے رہے۔ مولانا صاحب ان دنوں اپنی ضعیف العمری کی بنا پر درس و تدریس کا فریضہ انجام دینے سے قاصر ہیں یہی وجہ ہے کہ اپنے گاؤں شریف خانہ میں رہائش پذیر ہو کر ذکر و فکر میں ایام زندگی گذار رہے ہیں۔

---

[1] دلاور خان سچے مسلمان اور بہادر مجاہد تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد میں مجاہدین کے مددگار رہے جس کے نتیجے میں ۱۹۳۳ء میں کوٹکی پر انگریزوں نے بمباری کی اور کافی مالی نقصان پہنچایا۔ تحریک مجاہدین میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اور اکثر محاذوں پر خود بحیثیت مجاہد شریک ہوئے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء کو وفات پائی۔

[2] آپ کا نام زندہ درخان اور والد کا نام سرگند خان تھا افغان قبیلہ ترکانی کی شاخ ابراہیم خیل سے تعلق رکھتے تھے علم و علماء کے قدردان شجاع و بہادر غیور پٹھان اور جانباز مجاہد تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف مجاہدین کی نہ صرف ہر وقت مالی اور اخلاقی مدد کرتے رہے۔ بلکہ مختلف محاذوں پر خود شریک جہاد ہو کر سعادت دارین حاصل کی۔ آپ ۱۰ شعبان ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۰ء کو فوت ہوئے۔ اور موضع کوٹکی میں مدفون ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علمی مقام مولانا احمد حلیم صاحب ایک عالم و فاضل شخصیت ہیں اور تمام مروجہ دینی علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، ریاضی، فلسفہ، ادب اور علم میراث وغیرہ میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔

سلوک و طریقت سلوک و تصوف کے مروجہ طرق میں سے آپ طریقۂ قادریہ سے زیادہ متاثر ہیں۔ اور جس طرح کہ آپ دیگر علمی مسائل میں مولانا محمد عبدالخالق باجوڑی مدظلہ کے ہم خیال و ہم نوا ہیں۔ اسی طرح سلوک و طریقت کے باب میں بھی آپ مولانا موصوف کے ہم سفر و ہم رکاب نظر آتے ہیں۔

تحریک اصلاح معاشرہ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے لوگوں کے عقائد و اصلاح کی طرف پوری پوری توجہ دی۔ مروجہ رسومات اور بدعات کی شدید مخالفت کی۔ اور دلائل و براہین کے ذریعے ان کو قائل کرنے کی سعی جمیل فرمائی۔ گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد ہم یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ مولانا موصوف کافی حد تک اپنی مخلصانہ جد و جہد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جزاہم اللہ خیرا لجزاء

انگریزوں کے خلاف تحریک جہاد اور تحریک شیخ الہند سے وابستگی آپ شیخ الہند (متوفی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کے آغاز کردہ تحریک کے ساتھ وابستہ تھے اور مجاہدین کی ہر ممکن مدد و اعانت کرتے رہے۔

۱۹۳۰ء میں جب انگریزوں نے قصہ خوانی بازار میں گولیاں چلا کر بہت سے بے گناہ مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ تو اس واقعہ سے قبائل میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور ایک نئے عزم کے ساتھ مختلف محاذوں پر انگریزوں کے خلاف صف آرا ہوئے۔ تو اس موقعہ پر بھی مولانا احمد حلیم صاحب، عبدالرحمٰن مرحوم المعروف بہ جرمنی استاد کے ہمراہ لیکنڈی کے محاذ پر جہاد میں شریک رہے۔

ہ عبدالرحمٰن مرحوم نسباً مغل تھے۔ جرمنی میں کچھ عرصہ قیام کیا اس لئے "جرمنی استاد" کے نام سے مشہور تھے۔ اصلاً موضع شیوہ تحصیل صوابی کے رہنے والے تھے مشن سکول سے مڈل کا امتحان پاس کر کے درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا۔ پھر سرکاری نوکری چھوڑ کر امریکہ چلے گئے کیلیفورنیا میں چند دوسرے پٹھان رفقاء کے ساتھ کاروبار کرتے رہے۔ وہاں قیام کے دوران "غدر پارٹی" میں شمولیت اختیار کی۔ پھر جرمنی چلے گئے۔ اور وہاں سے ۱۹۱۴ء میں افغانستان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ترک جرمن وفد کے ساتھ افغانستان آئے۔ ان دنوں مجاہدین کا مرکز چمرکنڈ (باجوڑ) میں قائم ہو چکا تھا چنانچہ آپ اپنے ایک دوسرے ساتھی عبدالسبحان آف مینی (صوابی) کے ہمراہ باجوڑ آئے۔ بٹیر میں مجاہدین کے مرکز سمس کا بھی دورہ کیا۔ یاغستان میں قیام کے دوران مجاہدین کو فوجی تربیت دیتے رہے۔ خود بھی مختلف محاذوں پر جہاد میں شریک ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں تقریباً ۵۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور کوٹکی، علاقہ چارمنگ (باجوڑ) کے مقبرہ میں بمقام درواز گئی جوسر سپرد خاک کر دئے گئے۔

© rasailojaraid.com

عادات و اخلاق آپ نہایت منکسر المزاج، سادگی پسند، حق گو، حق پرست اور متقی انسان ہیں۔ عمر گراں مایہ، درس و تدریس۔ اصلاح عقائد، رد بدعت اور عبادت میں صرف کی۔ ہمیشہ دل میں یہی خواہش موجزن رہی کہ مخلوق خدا صراط مستقیم پر گامزن ہو کر خالق حقیقی کی سچی بندگی اختیار کریں۔

اولاد مولانا احمد حلیم صاحب اس لحاظ سے بھی بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم دین کے دولت بے بدل کے ساتھ ساتھ نیک اولاد کی نعمت عظمیٰ سے بھی سرفراز فرمایا۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں :۔

مولوی غلام قادر صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ محمد طیب صاحب بی اے بی ایڈ اے ڈی آئی ایس باجوڑ ایجنسی اور محمد صالح صاحب۔

آپ کے چند مشہور شاگردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا محمد شعیب صاحب کوٹی (باجوڑ) فاضل دارالعلوم حقانیہ۔ مرزا محمد گلاب صاحب موضع ترخو۔ باجوڑ قاضی عبیداللہ صاحب خلوزو۔ باجوڑ) ۔ مولوی عبدالکریم صاحب کوٹکی۔ باجوڑ۔ مولانا عبدالرحمن مرحوم۔ مولوی عبیداللہ ساکن ساگے۔ انغان زئی۔ مولوی حیات خان مرحوم۔ خونڈو مولوی صاحب کمانگرہ۔ مولوی سیف الرحمن باندہ (باجوڑ)

مؤتمر المصنّفین کی پہلی پیش کش

دعوات حق (جلد اوّل)

از : شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدّظلّہ العالی

خطبات و مواعظ اور ارشادات کا عظیم الشان مجموعہ علم و حکمت کا گنجینہ جسے ہر لحاظ قومی و ملی پریس نے سراہا اور اہل علم خطبا اور تعلیمیافتہ طبقے نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ دین و شریعت اخلاق و معاشرت علم و عمل عروج و زوال نبوت و رسالت شریعت و طریقت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر حضرت شیخ الحدیث مدّظلّہ نے عام فہم اور درد و سوز میں ڈوبے ہوئے انداز گفتگو نہ کی ہے دلوں میں اترنے والی اور ایمانی و اصلاحی انقلاب پیدا کرنے والی ایمان آفریں کتاب ، عمدہ کتابت و طباعت ، بہترین جلد ، صفحات ۶۷۵ ، قیمت ۴۵/-

★ مؤتمر المصنّفین : دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور